فوائد الفواد کا خصوصی مطالعہ

ڈاکٹر محمد اکرم رانا*

Abstract:

Sh. Nizamuddin Awliya (b.1244) chief disciple and principle succession of Sh.Farid (d.1265) has been aptly described as the greatest Indo-Muslim mystic. Deeply learned, widely read, possessed of great spiritual powers, and of a very wide human sympathy, he dominated the religious and mystic life of Delhi and the neighboring provinces for over half a century.

His Fawaid-ul-Fuwad compiled by Amir Hasan Ali sijzi enjoys very important position in the Islamic literature especially of Tassawuf. It throws light on the teachings of Islam by way of addressing people. This was the method of teaching in Khanqahi system of the thirteenth century and onward.

Muhammad Jandar also collected the same sort of mulfuzat in the shape of Durar-i-Nizami. These were compiled properly during the years 1308-20. Under discussion, the piecemeal work of Sijzi, Fawaid ul- Fuwad, is an historic source of knowledge. It throws light on the marifat, tolerant attitude, trust, kashf, virtue, patience, zuhd, brotherhood, love and humanism. The study of this work will help to understand Islamic values through Sufism.

Tasswuf is the method considered by saints of all the four chains to purify the hearts of the people. Numerous methods were introduced to teach the Islamic values to the Masses. Nizamuddin Awliya, a Chishti Sufi, adopted the method of addressing the Murids. Thus, paving a way for the Hindus to come close to Muslims. Almost all the historian agree that Nizam Uddin was successful in his efforts. His Fawaid-ul-Fuwad is a marvelous collection of this saint of thirteenth century through which a great lesson was given to the Muslims of Subcontinent.

اسلامی تصوف چوتھی صدی ہجری تک مختلف مراحل طے کرتا ہوا ایک اہم موضوع کی حیثیت اختیار کر گیا۔ ابونصر سراج کی اللمع فی التصوف، ابوبکر کلاباذی کی التعرف لمذھب اھل التصوف اور ابو طالب المکی کی قوت القلوب جیسی تصوف پر جامع کتابیں مرتب ہو چکی تھیں۔اس کے علاوہ تصوف کی مشہور کتابوں میں طبقات الصوفیہ از ابوعبدالرحمٰن السلمی، حلیۃ الاولیاء از ابونعیم الاصبہانی، الرسالہ القشیریۃ از امام قشیری، کشف المحجوب از علی بن عثمان

* ڈائریکٹر اسلامک ریسرچ سنٹر بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان۔

ھجویری، طبقات الصوفیہ از عبداللہ ہروی، تذکرۃ الاولیاء از فرید الدین عطار، عوارف المعارف از سہروردی، الفتوحات المکیہ از ابن عربی اور فوائد الفواد از خواجہ نظام الدین اولیاء، قابل ذکر ہیں (1) اس مقالہ میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کی تصنیف فوائد الفواد کا ایک جائزہ پیش کیا جانا مقصود ہے۔

یہ دور علمی ترقی کا دور تھا۔ ہندوستان کی پہلی کتاب ''سدھانت'' کا عربی میں ترجمہ ہو چکا تھا اور اسے السند (ہند) کا نام دیا گیا تھا۔ عالم وفاضل لوگ تو موجود تھے لیکن انہوں نے اشاعتِ اسلام کیلئے خاص کچھ نہ کیا۔ فوائد الفواد کے مصنف کے دور میں جن مزید مشہور کتب متداول کا حوالہ دیا جا سکتا ہے ان میں مقامات حریری اور مشارق الأنوار خاص مقبول تھیں۔ سیاسی طور پر یہ دور خاندان غلاماں اور خاندان خلجی کے زیرِ اثر تھا۔ یہ وہ دور تھا کہ کھوکھروں کا ظلم وتعدی زوروں پر تھا۔ سندھ میں خودمختار حکومت کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ اچ اور ملتان میں قدرے سکون تھا۔ صوفیاء کی تصانیف میں داتا گنج بخش کی کشف المحجوب نمایاں تھی۔ علاوہ ازیں حمید الدین ناگوری کے مکتوبات مشہور ہوئے۔ (2)

حضرت نظام الدین اولیاؒ (محبوب الٰہی) کے حالات زندگی:

اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ

''اے وہ کہ تیری آتش فراق نے دلوں کو کباب کر دیا ہے تیرے اشتیاق کے سیلاب نے جانوں کو ویران کر کے رکھ دیا ہے۔''

آپ کا اسم مبارک محمد اور لقب محبوب الٰہی ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے۔ آپ کا خاندان بخارا سے ہجرت کر کے لاہور آیا بعد ازاں آپ کے دادا خواجہ علی اور نانا خواجہ عرب اپنے اہل وعیال سمیت بدایوں تشریف لے گئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی۔ آپ کے نانا نیک اور متقی شخص تھے چنانچہ بادشاہ وقت نے انہیں بدایوں کا قاضی مقرر کیا۔ حضرت خواجہ نظام الدین بدایوں میں 27 صفر 636ھ/ 09 اکتوبر 1238ء میں پیدا ہوئے۔ پانچ برس کے تھے کہ والد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ والدہ جو کہ عابدہ اور زاہدہ خاتون تھیں نے اس دریتیم کو آغوش محبت میں پالا۔ آپ نے مولانا علاؤ الدین اصولی سے فقہ (قدوری) پڑھی۔ دہلی جا کر شمس الملک، شمس الدین دامغانی سے مقامات حریری کا مطالعہ کیا۔ مولانا کمال الدین اور مولانا احمد تبریزی سے درس حدیث لیا۔ مختلف مشاہیر سے علم ہیئت، علم فقہ واصول، علم تفسیر اور علم ہندسہ میں مشق حاصل کی۔ (3)

جب آپ دہلی آئے تو اتفاقاً حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے چھوٹے بھائی نجیب الدین متوکل کے پڑوس

میں مکان لیا۔اس سے بابا فرید کی محبت میں اضافہ اور پابوسی کا شوق اجاگر ہوا۔ چنانچہ آپ نے اجودھن کا رخت سفر باندھا۔ حضرت بابا کے پاس ساڑھے سات ماہ تک رہ کر تعلیم وتربیت حاصل کرتے رہے۔ ان دنوں مولانا بدرالدین اور شیخ جمال الدین ہانسوی جیسی ہستیاں بھی اس درگاہ میں تربیت حاصل کررہی تھیں۔(4)

ایک دفعہ آپ پیرومرشد کی خدمت میں تنہا تھے بابا فرید کچھ اشعار پڑھتے اور سرمبارک سجدہ میں لے جاتے۔خواجہ نظام الدین نے اپنا سر قدموں پر رکھ دیا۔آپ نے پوچھا جو مانگتے ہو مانگو،خواجہ نے استقامت طلب کی جو آپ نے عنایت فرمائی اور خلافت عطا کرتے ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تجھے علم وعقل اور عشق بخشا ہے جس میں یہ تین صفتیں ہوں وہ خلافت کے لائق ہے اور فرمایا جس سے قرض لو اسے جلد واپس کرو۔ دشمنوں کو ہر حال میں خوش رکھنے کی کوشش کرو بابا نے آخری ملاقات کے بعد فرمایا تم ایسے درخت ہو گے جس کے سایہ میں مخلوق آرام پائے گی۔ پھر نصیحت فرمائی کہ حصول استعداد کے لیے برابر مجاہدہ کرتے رہنا۔ بابا نے وقت وفات اپنا عصا اور خرقہ جو قطب الدین بختیار کاکی سے ملا تھا،مولانا بدرالدین کے ذریعہ خواجہ صاحب کو دہلی بجھوادیا۔(5)

اپنے مرشد سے رخصت ہوکر خواجہ صاحب دہلی آگئے، اپنے شیخ کے حکم کے مطابق دہلی میں روحانی تسخیر، خلق خدا کی خدمت، تربیت وہدایت، اسلام کی تبلیغ واشاعت، تعمیر واصلاح شروع کردی۔اس وقت منگولوں نے یورشوں سے پریشان کر رکھا تھا دہلی میں افراتفری پھیلی ہوئی تھی بخارا سے بغداد تک اسلام کا شیرازہ بکھر رہا تھا۔علماء وفضلا وہاں سے بھاگ کر ہندوستان آرہے تھے، دہلی سے باہر ایک بستی غیاث پورہ میں آپ رہنے لگے یہی بستی بعد میں نظام الدین اولیاء مشہور ہوگئی۔ مسلسل عسرت وتنگدستی، بے سروسامانی کے عالم میں رشد وہدایت کا سلسلہ جاری رکھا۔مصائب کے دنوں میں بھی کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلایا۔آہستہ آہستہ شہزادگان حلقہ ارادت میں شامل ہونے لگے پھر ایسا وقت بھی آیا کہ ہزاروں آدمی دونوں وقت دسترخوان پر موجود ہوتے لوگ کھاتے اور تبرک ساتھ لے جاتے۔

حضرت نظام الدین اولیاء جذب ومحبت عشق وارفتگی میں بلند ترین مقام پر فائز تھے وہ جانتے تھے کہ ان تمام نعمتوں اور کمالات کا سرچشمہ شریعت اور سنت رسول کا اتباع ہے۔ان کی تمام زندگی شریعت محمدی کا اعلیٰ نمونہ تھی اسی (80) سال کی عمر تک نماز باجماعت کا اہتمام فرماتے رہے۔

سلسلہ چشت کے مشائخ نے ابتداہی میں طے کرلیا تھا کہ سلاطین سے کوئی تعلق نہ رکھیں گے نہ انکے درباروں میں جائیں گے سلطنتوں کے انقلاب کا خانقاہوں پر کوئی اثر نہ ہوا خواجہ صاحب نے بھی اپنے بزرگوں کے

اس مسلک پر عمل کیا۔غیاث الدین بلبن کے بعد سلطان کیعکبا د باد شاہ بنا اس کے بعد جلال الدین خلجی پھر اس کا بھتیجا علاء الدین خلجی برسر اقتدار آیا۔ایک مرتبہ علاء الدین خلجی نے ملاقات کا خیال ظاہر کیا تو نظام الدین اولیاء نے جواب دیا میرے گھر کے دو دروازے ہیں اگر سلطان ایک دروازے سے داخل ہوگا تو میں دوسرے سے نکل جاؤں گا۔ My house has two doors,if the Sultan enters one door,I will leave by the other.(6)۔

علاء الدین کے بعد قطب الدین تخت نشین ہوا۔اس نے خواجہ صاحب کی مخالفت کی مگر جلد ہی خسرو خان نے اسے قتل کر دیا خسرو خاں کو غیاث الدین تغلق نے قتل کر کے تخت سنبھالا۔مگر خواجہ صاحب ان حالات میں کسی کے مداح نہ تھے آخر کار ۱۸ ربیع الاول ۷۲۵ھ/ ۱۳۲۵ء کو انتقال ہوگیا آپ کی نماز جنازہ شاہ رکن الدین العالم نے پڑھائی تھی۔(7)

علمی فضلیت:

آپ نے علوم ظاہری میں کمال حاصل کیا۔اسی کمال کے باعث آپ علماء وفضلاء کے طبقے میں نظام الدین بحاث محفل شکن کے خطاب سے مشہور ہوئے۔آپ نے تمام علوم ظاہری یعنی فقہ،حدیث،تفسیر،کلام،معانی،منطق، حکمت،فلسفہ،ہیئت،ہندسہ،لغت،ادب اور قرآت وغیرہ میں کمال حاصل کیا۔ساتوں قرأت کے ساتھ آپ نے قرآن شریف یاد کیا۔دہلی پہنچ کر آپ نے مولانا کمال الدین محدث سے مشارق الانوار کی سند حاصل کی آپ نے اپنے پیرومرشد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کی خدمت بابرکت میں اجودھن رہ کر قرآن شریف کے چھ پارے پڑھے تین کتابیں اور بھی پڑھیں جن میں سے ایک میں قاری اودھ بھی سامع تھے ان کتابوں کے علاوہ آپ نے عوارف کے چھ باب بھی پڑھے۔

مجذوب سے ملاقات:

ایک روز آپ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مزار پر انوار پر حاضر ہوئے وہاں ایک مجذوب سے ملاقات ہوئی آپ نے ان مجذوب سے درخواست کی کہ وہ ان کے لیے دعا کریں کہ وہ قاضی ہوجائیں۔مجذوب نے جواب دیا:

''نظام الدین قاضی ہونا چاہتے ہو اور میں تم کو دین کا بادشاہ دیکھتا ہوں۔تم ایسے مرتبے پر پہنچو گے کہ تمام

عالم تم سے فیض لے گا۔''(8)

اسی طرح ایک دن آپ نے حضرت شیخ نجیب الدین متوکل سے بھی عرض کیا کہ وہ ان کے قاضی بننے کے واسطے دعا فرمائیں حضرت نجیب الدین نے حضرت محبوب الٰہی کو مخاطب کر کے فرمایا:

تم انشاءاللہ تعالیٰ قاضی نہ ہو گے بلکہ ایک ایسی چیز ہو گے کہ جس کو میں جانتا ہوں۔

زندگی میں کایا پلٹ:

آپ رات جامع مسجد میں بسر کرتے تھے ایک روز جب صبح ہوئی تو مؤذن نے مینار پر چڑھ کر یہ آیت پڑھی۔

ألم يأن للّذين آمنو أن تخشع قلوبهم لذكر الله

''کیا مومنوں کے واسطے وہ وقت نہیں آیا ہے کہ ان کے دل ذکر الٰہی کے واسطے جھک جائیں۔''(9)

حضرت محبوب الٰہی نے جب یہ آیت سنی تو آپ کے اوپر ایک عجیب کیفیت طاری ہوئی۔ آپ کے حال میں ایک نمایاں تبدیلی واقع ہوئی آپ کا سینہ انوار الٰہی کی تجلیوں سے معمور ہو گیا۔ دنیا کی محبت جاتی رہی اب آپ کی دنیاوی مراد، تمنا یا آرزو نہ رہی۔(10)

آپ فقر کو دولت پر ترجیح دیتے تھے۔ اپنے بچپن کے حالات یاد کر کے خوش ہوتے۔ جب گھر میں کھانے کو کچھ نہ ہوتا تو آپ کی والدہ ماجدہ فرمایا کرتیں ''ہم اللہ کے مہمان ہیں''۔(11)

تاہم اپنے لنگر کو چلانے کیلئے آپ ''فتوح'' قبول کرتے تھے۔ اس کا ذکر ذیل میں آئے گا۔

فوائد الفواد: (ملفوظات شیخ نظام الدین اَولیاء)

فوائد الفواد حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہ العزیز کے ملفوظات عالیہ پر مشتمل پانچ جلدوں میں مجلد کتاب ہے۔ اسے امیر حسن علاء سجزی معروف بہ خواجہ حسن دہلوی رحمۃ اللہ نے قلمبند کیا ہے۔ امیر حسن حضرت شیخ کی محفل میں حاضر ہوتے تو شیخ اپنے مریدوں کی اصلاح کے لئے جو کچھ فرماتے امیر موصوف اُسے قلمبند کرتے جاتے حضرت شیخ کی یہ محفلیں ۷۰۷ھ سے ۷۱۹ھ تک جاری رہیں۔ ان ملفوظات کا تعلق تزکیۂ نفس سے ہے ان ملفوظات کو فوائد الفواد جو کہ تصوف کی مشہور ترین کتب میں سے ایک ہے، میں قلمبند کیا گیا۔(12)

The malfuzat were the discourses,or,better still,the table talks,sessions of such talks could be held at any time when the saint was free for sessions (majalis).Hasan sijzi called at sh,Nizamud-din Awliya's jamat khana on fridays.

اس کتاب کا انداز یہ ہے کہ علاء الدین سجزی اپنے مرشد خاص، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کی مجلسوں میں شریک ہوتے ہیں، قدم بوسی کے بعد عرض نیاز ہوتا ہے۔ حضرت خواجہ مختلف کرامات کا تذکرہ کرتے ہیں۔ حکایات کے ذریعہ مریدین کو اسلامی آداب زندگی سکھاتے ہیں۔ خواجہ صاحب جیسا کہ ذکر ہوا ایک جید عالم تھے، آپ فقہ اور حدیث کے طالب علم رہے اس لئے بے شمار مسائل اور احادیث پر بھی گفتگو فرماتے ہیں آپ کے یہ ارشادات کئی مریدوں نے جمع کیے ان میں افضل الفواد امیر خسرو دہلوی کے ہاتھوں قلمبند ہوئی۔ درر نظامی کو شیخ علی نے مرتب کیا۔ انوار المجالس کو خواجہ محمد نے، تحفۃ الابرار و کرامۃ الاخیار کو خواجہ عزیز الدین صوفی نے مرتب کیا۔(13) لیکن علاء الدین سجزی کا مرتبہ سب سے بلند ہے۔ انہوں نے فوائد الفواد کو تصوف اور معرفت حقیقی پر ایک عمدہ کتاب کے طور پر پیش کیا یہ سیرت، تاریخ اور احوال مشائخ کو عمدہ طریقہ سے پیش کرتی ہے۔

فوائد الفواد کی تحریر بڑی جاذب اور ادبی حسن کی مالک ہے۔ یہ امیر کے جمالیاتی ذوق کا مظہر ہے۔ فوائد الفواد کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ امیر حسن کو خواجہ صاحب کی جلوتوں اور خلوتوں میں خصوصی موقع ملا اور آپ نے دلجمعی کے ساتھ خواجہ کے افکار، خیالات، ارشادات، ملفوظات اور محاورات سنے۔ فوائد الفواد کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ حضرت سلطان مشائخ نے انہیں ملاحظہ کیا جہاں جہاں امیر حسن علاء سجزی نے خالی جگہ چھوڑ دی تھی اُسے پر کیا۔ محمد یوسف گورایہ لکھتے ہیں کہ ''فوائد الفواد تصوف کے سلسلہ چشتیہ کے طریق تزکیۂ نفس کے حقائق و معارف کا نادر نمونہ ہے''۔(14)

فوائد الفواد کا اصل فارسی متن ۱۹۶۶ء میں محکمہ اوقاف کے تعاون سے شائع ہوا۔ اس کی علمی و دینی اور تبلیغی افادیت و اہمیت کے پیش نظر اب محکمہ اوقاف نے اس کا اردو ترجمہ شائع کیا۔

اس کتاب کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر حصہ میں مختلف مجلسوں کے ذریعے ملفوظات، ارشادات و تبصرے ملتے ہیں۔ ان مجلسوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

پہلی جلد	۳۴ مجلسیں
دوسری جلد	۳۸ مجلسیں
تیسری جلد	۱۷ مجلسیں
چہارم جلد	۶۷ مجلسیں
پنجم جلد	۳۲ مجلسیں

کہا جاتا ہے کہ سقراط کو افلاطون سے بہتر کوئی شاگرد نصیب نہیں ہوا اور نہ ہی افلاطون کو سقراط سے بہتر کوئی استاد ملا، سقراط کے حسین افکار کو افلاطون نے جس خوبصورتی سے قلمبند کیا ہے اس پر دنیا کا ادب عالیہ ہمیشہ فخر کرے گا یہی حال شیخ طریقت نظام الدین اولیاء اور اُن کے شاگرد خاص امیر حسن علاء سجزی کا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فوائد الفواد کو اصحاب معرفت اور ارباب ذوق نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ شیخ عبدالحق لکھتے ہیں کہ ''الفاظ کی متانت اور معانی کی لطافت اپنے کمال پر ہے۔''(15)

فوائد الفواد میں حضرت شیخ کی پاکیزہ زندگی کا عکس ملتا ہے۔ جو عوام الناس کی عقیدت کا محور و مرکز تھی اور جہاں بادشاہ وقت بھی اپنی حاضری باعث سعادت سمجھتا ہے۔ اس طرح یہ کتاب خاندان خلجی کے دور کی معاشی، معاشرتی اور سماجی زندگی کی عکاسی پیش کرتی ہے۔ فوائد الفواد اُس دور کے انسان کو معنوی بیماریوں، حسد، بغض، نفرت اور لالچ پر قابو پانے کی تلقین کرتی ہے۔ عکاسی کے حوالے سے اس کا مہابھارت اور رامائن ہندوستان کی دو مشہور رزمیہ نظموں سے تقابلی مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

یہ کتاب نہ صرف نظام الدین اولیاء کے فرمودات بلکہ دیگر صوفیاء کرام جو بڑی حیثیت کے مالک ہیں کے اقوال بھی درج کرتی ہے برصغیر کے معروف صوفیاء معین الدین چشتی، خواجہ بختیار کاکی، شیخ فرید الدین گنج شکر اور یہاں تک کہ امام غزالی، شہاب الدین سہروردی کے خیالات و فرمودات کے لئے یہ کتاب مأخذ کا درجہ رکھتی ہے۔

خواجہ کی تعلیمات میں، کسب حلال، صبر و تحمل، خدمت خلق، ترک دنیا اور قناعت پر زور ہے۔ آپ حرام و حلال کے فرق کو سمجھنے پر زور دیتے۔ آپ ترک دنیا اور توکل پر اصرار کرتے۔ کبھی بادشاہوں کے پاس نہ جاتے۔ آپ نے اپنے ایام (1265 تا 1325) زندگی کا ایسا نمونہ پیش کیا جو چشتی سلسلہ میں ایک اہم مقام کا حامل ہے۔ انہیں خدا کی ذات پر مکمل بھروسہ تھا۔ وہ ہر سیاسی دباؤ برداشت کر سکتے تھے وہ دنیا کی بے ثباتی کا تذکرہ کرتے اور اسے اونٹ کی لِد (dung) کے برابر قرار دیتے۔ وہ کہتے کہ انسان کو اللہ پر مکمل بھروسہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ جو زندگی کی کم از کم ضرورت ہے وہ تو ان کو مل کر رہے گی۔

ترک دنیا:

نظام الدین فرماتے ہیں۔ ترک دنیا یہ نہیں کہ کوئی شخص کپڑے اتار کر برہنہ ہو جائے۔ مثلاً لنگوٹ باندھ کر بیٹھ جائے بلکہ ترکِ دنیا یہ ہے کہ وہ لباس بھی پہنے، کھانا بھی کھائے، البتہ جو کچھ اُس کے پاس آئے اُسے خرچ کرتا رہے، جمع نہ کرے اُس کی طرف راغب نہ ہو اور دل کو کسی چیز سے وابستہ نہ کرے آپ نے ترک دنیا کے بارے ایک حکایت سنائی کہ ایک دفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک سوئے ہوئے آدمی کے سر پر جا کر کھڑے ہوئے آپ نے اس

سوئے ہوئے آدمی کوآرام سے کہا اٹھو! خدا کی عبادت کرو اُس آدمی نے جواب دیا کہ میں نے خدا کی وہ عبادت کی ہے جو سب عبادتوں سے بہتر ہے۔حضرت عیسیٰ نے دریافت کیا کہ تم نے کونسی عبادت کی ہے اُس نے کہا کہ میں نے دنیا کو دنیا والوں کے لئے چھوڑ دیا ہے۔اس موقع پر خواجہ نے فرمایا کہ جو شخص تھوڑے سے رزق پر اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گیا، اللہ تعالیٰ اُس کے تھوڑے سے عمل پر راضی ہو گیا۔ بعدازاں ارشاد فرمایا کہ جو شخص دنیا سے اس طرح جاتا ہے کہ اس کی کوئی چیز یہاں نہیں ہوتی، نہ درہم نہ دینار پس بہشت میں اُس سے بڑھ کر کوئی نہیں ہوگا۔(16)

فتوح:

حضرت نظام الدین اولیاء اپنے لنگر خانہ کو چلانے کیلئے فتوح کو قبول کرتے۔اس سلسلہ میں ایک دفعہ آپ سے پوچھا گیا کہ کیا فتوح قبول کر لینے چاہییں۔آپ نے کہا ہاں ایک دفعہ حضور ﷺ نے کہا: جب کوئی چیز تمہیں دی جائے جسے تم نے مانگا نہ ہو تو اسے قبول کر لینا چاہیے۔یہ حدیث عوارف المعارف جو کہ شیخ شہاب الدین سہروردی کی تصنیف ہے اور کتاب اللمع جو ابونصر سراج کی تصنیف ہے میں موجود ہے۔(17)

سوال یہ ہے کہ یہ رقم کہاں خرچ ہوتی۔ایک تو مصرف ان کا لنگر خانہ تھا دوسرا مصرف ریاض الاسلام لکھتے ہیں:

Sh.Nizamuddin Awliya used to give such persons amount that suited to individual needs. He also had a deeply felt sympathy with the homeless, the poor and the indigent (miskinan wa darweshan)of the city of Delhi who often go to sleep hungry and starved,near mosques and shops.(18)

شیخ نظام الدین کی اپنی کوئی فیملی نہ تھی تاہم وہ اپنے بھائیوں پر اس رقم سے کچھ خرچ کر دیتے تھے۔اپنے بھانجے رفیع الدین ہارون سے بہت پیار تھا انہیں ایک دفعہ گھوڑا بھی اس ذریعہ آمدنی سے دیا۔انہوں نے اس رقم کو تقسیم کرنے کیلئے حسام الدین ملتانی کو مقرر کیا تھا۔تاہم یہ بات بھی مسلم ہے کہ فوائد الفواد میں بہت کم اس موضوع پر لکھا گیا ہے حالانکہ جتنی رقم جماعت خانہ کو موصول ہوتی تھی اس کا مقابلہ کسی اور شیخ کی خانقاہ سے نہیں کیا جاسکتا۔

ریاض الاسلام لکھتے ہیں:

S h. Nizamuddin was in reciept of very large quantities of Fatuh, but this fact has been left out by the compilers of the Fawaid-ul-Fuwad for reasons which are not clear.(19)

حضورِ قلب:

حضورِ قلب کا مطلب قلب کا خلق سے بے تعلق ہو کر حق تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونا۔اس مفہوم کو سمجھنے کے لئے دو حکایتوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

منفی حکایت:

ایک دفعہ حسن افغانی علیہ الرحمۃ گلی میں جا رہے تھے ایک مسجد کے پاس پہنچے مؤذن نے تکبیر کہی، امام آگے بڑھا اور لوگ اُس کے پیچھے جماعت میں کھڑے ہو گئے خواجہ حسن بھی مسجد میں داخل ہوئے اور امام کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ جب نماز مکمل ہو گئی لوگ فارغ ہو کر چلے گئے تو خواجہ حسن امام کے قریب گئے اور اُس سے کہا اے امام! تم نے نماز شروع کی تو میں تمہارے پیچھے صف میں تھا تم نماز کے دوران دہلی گئے وہاں لونڈی غلام خریدے، وہاں سے واپس آ گئے کہ لونڈی غلاموں کو خراسان لے گئے وہاں سے تم ملتان لوٹے اور پھر مسجد میں آ گئے میں تمہارے پیچھے مارا مارا پھرتا رہا آخر یہ نماز کیا ہے؟

مثبت حکایت:

خواجہ کریم ایک بزرگ دہلی میں کتابت کرتے تھے انہوں نے دنیا کے مشاغل سے کنارہ کشی اختیار کر لی، اور واصلان حق میں شامل ہو گئے۔ ایک دفعہ وہ دروازہ کمال کے باہر مغرب کی نماز پڑھ رہے تھے۔ ان دنوں میواتیوں نے شورش برپا کر رکھی تھی اور کوئی شخص شام کے وقت اس دروازے کے اس پار اور اُس طرف نہیں جا سکتا تھا۔ خواجہ کریم نماز میں مصروف تھے اور اُن کے دوست دروازے میں کھڑے انہیں آواز دے رہے تھے کہ جلدی سے شہر میں آ جاؤ۔ دروازے کا دربان بھی شور مچا رہا تھا۔ خواجہ کریم نے اپنی نماز پورے حضور قلب سے تمام کی اور پھر اندر آ گئے لوگوں نے اُن سے کہا کیا آپ نے ہماری آوازیں نہیں سنی تھیں؟ کہنے لگے نہیں۔ لوگوں نے کہا عجیب بات ہے ہم نے اتنا شور مچایا آپ نے ہماری آواز ہی نہیں سنی۔ کہنے لگے عجیب بات تو یہ ہے کہ کوئی شخص نماز میں مشغول ہو اور پھر وہ کسی کا شور بھی سن لے۔ اس پر لوگوں کو گمان ہوا کہ حضور قلب شاید حالت سکر کا دوسرا نام ہے آپ نے فرمایا:

> حالت سُکر (sukr) وہ کیفیت ہے جب جمال شوق کے مشاہدہ سے عقل معطل ہو جاتی ہے۔ یہ حیرت و وحشت، بے خودی اور مدہوشی کی حالت ہے۔ صحو (sahw) یہ ہے جب عارف، غیب سے احساس کی جانب سفر کرتا ہے یعنی واپس آتا ہے۔(20)

Abu Nasar in his book Kitab al-Luma states," It is well known that a Sufi was either in a state of 'sahw'(sobriety)or Sukr(spirtual intoxication).The majority of sufies preferred to stay in the sahw state. Sh.Nizamuddin was of the view that sometimes saints in a state of sukr say something,but the

one who is perfect never gives away seerah,he decleared sahw(sobriety)to be a higher state than sukr(intoxication)"(21)

وِلایت اور وَلایت کا فرق:

وِلایت یہ ہے کہ شیخ رندوں کو خدا تک پہنچائے اور انہیں آداب طریقت کی تعلیم دے۔اس طرح جو معاملہ خلق اور شیخ کے درمیان ہوتا ہے اُسے وِلایت کہتے ہیں۔

جو معاملہ شیخ اور حق کے درمیان ہوتا ہے اُسے وَلایت کہتے ہیں اور یہ خاص ہے جب شیخ اس دنیا سے رحلت کرتے ہیں تو اپنی وَلایت اپنے ساتھ لے جاتے ہیں لیکن جہاں تک وِلایت کا تعلق ہے شیخ جسے چاہے اُسے دے دیتا ہے۔اگر وہ نہ بھی دے تو بھی روا ہے کیونکہ خدائے تعالیٰ خود وہ وِلایت دوسرے کو دیتا ہے۔البتہ وہ وَلایت جو اُس (شیخ) کے پاس ہوتی ہے وہ ساتھ لے جاتا ہے۔(22)

مسلک قدریہ:

شیخ الاسلام کے مریدوں میں سے ایک مرید یوسف نامی تھا۔ایک دفعہ اس نے حضرت شیخ کی خدمت میں ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا میں کئی سال سے خدمت میں ہوں۔ ہر شخص جو آتا ہے حضرت کی بخشش سے فیض یاب ہو جاتا ہے ہونا یہ چاہیے تھا کہ میں ان سب سے پہلے فیض یاب ہوتا۔

آپ نے ایک بچے کو بلایا اور اپنے لیے ایک اینٹ لانے کو کہا بچہ گیا سالم اینٹ لے آیا۔اس بچے کو پھر کہا اس مرید یوسف کے لئے اینٹ لاؤ بچہ گیا اور آدھی اینٹ لے آیا۔حضرت شیخ نے فرمایا اب میں اس کا کیا کروں تمہاری قسمت میں جس قدر ہے وہ تمہیں مل گیا ہے۔(23)

کرامات (محیر العقول واقعات)

تصوف بمقابلہ فلسفہ:

ایک دفعہ ایک فلسفی خلیفۂ وقت کی خدمت میں حاضر ہوا اور فلسفہ پر گفتگو شروع کی انہوں نے حرکت کی تین قسمیں بیان کیں۔

۱- **طبعی حرکت**:(Natural Movement) ایک چیز خود اپنی طبیعت سے حرکت کرے، پتھر پھینکو وہ لازماً زمین پر گرے گا۔

۲- **حرکت ارادی**: (Voluntary Movement) ایسی حرکت کہ ایک چیز اپنی مرضی اور ارادے سے حرکت کرے۔

۳- **قصری حرکت**:(Compulsive Movement) کوئی دوسری چیز کسی چیز کو حرکت میں لائے۔

فلسفی آسمان کی حرکت کو طبیعی قرار دینے پر بضد تھا۔ شہاب الدین سہروردی جو اس موقع پر تشریف لے آئے تھے نے کہا کہ یہ حرکت حرکت قصری ہے یعنی اسے کوئی اور حرکت میں لاتا ہے۔ شیخ نے فلسفی کو آسمان کی طرف متوجہ ہونے کے لئے کہا اس طرح جب اس نے آسمان کی طرف توجہ کی تو شیخ کی دعا کی بدولت انہوں نے ایک فرشتہ دیکھا جو آسمان کو گھما رہا تھا۔(24)

فوائد الفواد کا مطالعہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء نے صوفیاء کے خیالات کو متکلمین کے مقابلے میں بہتر قرار دیا ہے۔ انہوں نے کئی موقوں پر علم الکلام کا ناقدانہ جائزہ لیا۔

مثال ملاحظہ ہو: کافر اور کبیرہ گناہوں کا مرتکب جنت میں ہوگا یا جہنم میں؟ انہوں نے کہا کہ ''مذہب حق یہ ہے کہ کافر ہمیشہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے۔ اس لئے کہ اُن کا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر جن چیزوں کی وہ پرستش کرتے ہیں وہ ان کے معبود ہیں اور ان کا یہ عقیدہ مستقل کفر پر مبنی ہے اور چونکہ ان کا یہ عقیدہ مستقل کفر پر مبنی ہے پس ان کا عذاب بھی مستقل ہوگا لیکن کبیرہ گناہ کے مرتکب ہمیشہ کبیرہ گناہوں کے ارتکاب کی حالت میں نہیں رہتے۔ جس وقت وہ گناہوں کے ارتکاب سے فارغ ہوتے ہیں وہ جان لیتے ہیں کہ ہم نے جو کچھ کیا تھا وہ غلط تھا ٹھیک نہ تھا پس چونکہ کبیرہ گناہ کرتے وقت ان کی جو اعتقادی کیفیت ہوتی ہے وہ مستقل و مستحکم نہیں ہوتی لہذا اُن کا عذاب بھی اسی طرح مستقل دائمی نہیں ہوگا۔

ریاض الاسلام اپنی کتاب "Sufism in South Asia" میں لکھتے ہیں:

"To many of readers it is heretical to doubt the veracity of the story recounted by Sh.Nizammuddin Awliya."(25)

معتزلہ کا عقیدہ باطل ہے:

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء معتزلی عقائد کے سخت خلاف تھے ایک دفعہ تفسیر کشاف کے مصنف کے عقیدے کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ حضرت خواجہ نے ارشاد کیا کہ افسوس کہ کشاف کا مصنف اس قدر علوم کا حامل تھا مگر اُس کا عقیدہ باطل تھا۔ اس موقع پر آپ نے فرمایا ایک چیز کفر ہے ایک بدعت اور ایک معصیت، پس بدعت زیادہ سنگین ہے معصیت سے اور کفر زیادہ سنگین ہے بدعت سے اور بدعت کفر سے نزدیک ہے۔ معتزلہ جادو سے انکاری ہیں مگر شیخ جادو کے اثر کو درست قرار دیتے تھے۔(26)

مذہبی رواداری:

جس مذہبی رواداری کی تلقین شری کرشن نے بھگوت گیتا میں دی، جس کا اظہار شیخ محی الدین عربی نے اسلام اور دیگر مذاہب کو ایک پلڑے میں رکھ کر بتلایا اور جس کو مولانا روم نے ایک قصے کی شکل میں پیش کیا۔ان خیالات کا اظہار حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء نے بھی کیا۔مجلس مورخہ ۲۲ ربیع الاول میں امیر حسن سجزی لکھتے ہیں حاضرین میں سے ایک نے پوچھا کہ ایک ہندو ہے اور کلمہ پڑھتا ہے، خدا کی واحدانیت کا قائل ہے اور رسول کی رسالت کا، لیکن جب مسلمان اُس کے ہاں جاتے ہیں تو وہ خاموش ہوجاتا ہے اُس کی عاقبت کیا ہوگی، حضرت شیخ نے فرمایا یہ معاملہ اُس کے اور خدا کے درمیان ہے۔اگر خدا چاہے گا تو معاف کر دے گا اور اگر چاہے گا تو سزا دے گا۔(27)

اخلاقی تعلیمات:

۱- آپ اخلاق وعمل کو معیار شیخ سمجھتے۔شیخ قطب الدین کا کی کے اصل بیٹے شیخ فرید الدین گنج شکر کو سمجھتے۔ فرماتے کہ صوفی شیخوں نے اپنے بیٹوں کو خلافت نامہ دے کر تصوف کو خاندانی ذریعہ معاش بنالیا۔

۲- شیخ کو خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار ہونا چاہیے۔

۳- جو بغیر مانگے ملے اُس حاصل کرنا چاہیے اس کے علاوہ کوئی ذریعہ معاش جائز نہیں۔

۴- انسانی تعلقات کی بنیاد سادہ اصولوں پر ہو، نیکی کے بدلے نیکی اور برائی کے بدلے بھی نیکی، فرمایا: اگر تم معاف کر دو تو بہتر۔مجلس ۱۰ جمادی الاول، ۷۱۴ھ میں فرمایا اگر ایک شخص نفس انسانی سے پیش آتا ہے تو دوسرے کو روح انسانی سے پیش آنا چاہیے۔نفس کی فطرت دشمنی، غوغا اور نفرت ہے، قلب میں سکون رضا اور محبت ہے۔اعتراض ہوتا ہے کہ اس اصول امن ومحبت وعفو پر کوئی سماج قائم نہیں ہوسکتا۔لیکن دیکھا جائے تو ہندوستان کے اُس دور میں جس دور میں فوائد الفواد لکھی گئی بے شمار لڑائیاں ہونے کے باوجود اتنا خون نہیں بہایا گیا جتنا بیسویں صدی میں انسانی جانوں کا بہایا گیا اور اُس کی مثال تاریخ عالم پیش نہیں کرسکتی۔(28)

نظام الدین اولیاء کا فخریہ انداز:

سید گیسو دراز لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ شیخ نظام الدین اولیاء اور ایک نوجوان لڑکے کے درمیان گفتگو ہوئی جس میں نظام الدین اولیاء کا فخریہ انداز موجود ہے۔

مکالمہ:

شیخ نظام الدین اولیاء: اے لڑکے آپ کیوں چلا رہے ہیں؟

نوجوان: میرا باپ گنہگار انسان تھا مجھے فکر لاحق ہے کہ پتہ نہیں قبر میں اس کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہوگا۔

شیخ نظام الدین اولیاء: کیا وہ میرا مرید تھا؟

نوجوان: مجھے معلوم نہیں۔

شیخ نظام الدین اولیاء: کیا وہ کبھی مجھ سے ملاقات کرنے آیا؟

نوجوان: مجھے معلوم نہیں۔

شیخ نظام الدین اولیاء: کیا اس کی مجھ پر نظر پڑی؟

نوجوان: مجھے معلوم نہیں۔

شیخ نظام الدین اولیاء: کیا وہ کبھی غیاث پور سے گزرا؟

نوجوان: ہاں وہ یہاں ایک دفعہ کسی کاروبار کے سلسلے میں آیا تھا۔

شیخ نظام الدین اولیاء: یہ اس کی بخشش کیلئے کافی ہے۔ مجھے امید ہے اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے گا۔(29)

شیخ نظام الدین اولیاء اور جلالی طبیعت:

یہ امر مسلم ہے کہ فوائد الفواد میں کسی ایسے جلالی قصہ کا ذکر نہیں ہے جو شیخ نظام الدین اولیاء سے متعلق ہو۔ تاہم فوائد الفواد میں ایسے دو قصوں کا ذکر ہے جن میں غصہ اور جلال پایا جاتا ہے ایک قصہ شیخ اجل شیرازی سے منسوب ہے اور دوسرا شیخ عزیز کرخی سے متعلق ہے۔ تاہم اگر خیر المجالس جو چشتی سلسلہ سے متعلق ہے کا مطالعہ کیا جائے تو دو قصے مذکور ہیں جن میں ایک شیخ فرید الدین گنج شکر سے متعلق ہے اور دوسرا شیخ نظام الدین اُولیاء سے متعلق ہے۔ تاہم یہ سوال اپنی جگہ اہم ہے کہ ان قصوں کا ذکر فوائد الفواد میں کیوں نہیں کیا گیا۔ کیا ایسا جان بوجھ کر کیا گیا یا سہواً ہوگیا ہے اس کا جواب معلوم نہیں۔

شیخ نظام الدین کی جلالی طبیعت کا تذکرہ خیر المجالس میں یوں ہے کہ ایک مرتبہ عماد فردوس کے دو بیٹوں نے شیخ کے خلاف کوئی قابلِ اعتراض بات کی اس پر انہیں دریائے جمنا میں ڈبو دیا گیا(30)(کرامت کی بدولت)۔

اگر سیر الأ ولیاء کا مطالعہ کیا جائے تو یہ قصہ رکن الدین فردوسی کے بیٹوں کے حوالہ سے ہے۔(31)

عشقِ مجازی:

صوفی ملفوظات میں خدا کی محبت تو اپنی جگہ موجود ہے لیکن انسانوں سے محبت کا تذکرہ بھی بدرجہ اتم موجود ہے۔ ایسے تذکروں سے دراصل خدا سے محبت کی طرف اشارے ہوتے ہیں۔ فوائد الفواد میں جو تذکرہ کیا گیا ہے وہ مثالی ہے۔ بحث جاری تھی کہ اللہ کا ولی جب فوت ہو جاتا ہے تو اس کی کیا حالت ہوتی ہے۔ شیخ نظام الدین اولیاء نے فرمایا: موت کے وقت ولی کی حالت یہ ہوتی ہے کہ کوئی سو رہا ہو اور جب وہ جاگ جائے تو اپنے بستر پر اپنے محبوب کو پائے۔ ایسے میں اسکی خوشی کی انتہا کیا ہوگی۔(32)

اسی طرح فوائد الفواد میں دو ایسے تذکرے اور موجود ہیں کہ ایک شہزادی کسی درویش کی محبت میں مبتلا ہو گئی۔ شہزادی نے درویش کو کہا کہ ملاقات کی ایک ہی صورت ہے کہ وہ ساتھ والی مسجد میں عبادت کرنا شروع کر دے یہاں تک کہ اس کا تقویٰ عام ہو جائے اس طرح وہ اپنے والد سے درویش سے ملنے کی اجازت لے گی۔ ایسا ہی ہوا جب شہزادی درویش سے ملنے گئی تو اس نے کوئی توجہ نہ دی کیونکہ وہ یادِ اللہ میں محو ہو چکا تھا۔ اس طرح عبداللہ مبارک جن کا تعلق خراسان سے تھا کے متعلق ایک اور واقعہ درج ہے کہ وہ ساری رات ایک عورت سے محبت کی باتیں کرتا رہا صبح جب اذان ہوئی تو اسے پتہ نہ چلا کہ یہ رات کی اذان ہے یا صبح کی۔ اس پر وہ شرمسار ہوئے اور توبہ کی۔ بالا دونوں واقعات بیان کرنے کا مقصد فوائد الفواد میں درج ہے کہ کس طرح عشقِ مجازی، عشقِ حقیقی میں تبدیل ہو گیا۔(33)

شیخ نظام الدین اولیاء نے اپنے ایک مرید کو جو کہ ایک عورت کی محبت میں گرفتار تھا، آزاد کرایا۔ میر خورد کرمانی، خواجہ نظام الدین کے حوالہ سے ایک حدیث درج کرتے ہیں کہ اگر ایک فرد کسی انسان کی محبت میں گرفتار ہو وہ اس کا تذکرہ نہ کرے اور خاموش محبت کی حالت میں مر جائے ایسے میں وہ شہید ہوگا۔(34)

معرفت:

ایک دفعہ شیخ نظام الدین اولیاء سے کسی نے معرفت کی بابت سوال کیا آپ نے بایزید بسطامی کے حوالے سے کہا کہ ایک شخص آپ (بسطامی) کے پاس آیا اور کہنے لگا مجھے معرفت کا راستہ دکھا دیں۔ شیخ نے حکم دیا اسے کھانا کھلایا جائے اس نے کھانا کھایا اور چلا گیا۔ دوسرے دن بھی ایسا ہی ہوا، تیسرے دن بھی ایسا ہی ہوا اس شخص نے کہا میں معرفت چاہتا ہوں آپ مجھے کھانا کھلا کر فارغ کر دیتے ہیں۔ بسطامی نے جواب دیا معرفت ٹوٹے ہوئے دل کو آرام پہنچانے کا نام ہے یہی فلسفہ نظام الدین اولیاء کا تھا۔(35)

کسب (رزق حلال):

فوائد الفواد کسب کی اہمیت پر کوئی زور نہیں دیتی ۔نظام الدین اُولیاء دنیاوی کمائی کی حوصلہ شکنی کرتے تھے۔تاہم وہ عام مریدوں کو گورنمنٹ ملازمت اختیار کرنے سے منع بھی نہیں کرتے تھے۔علاء الدین سجزی جو ملفوظات فوائد الفواد کے مصنف ہیں آرمی میں ایک بہت بڑا عہدہ رکھتے تھے ملفوظات میں جو بہت سی باتیں رہ گئی ہیں وہ انکی فوجی مہمات پر موجودگی اور شیخ سے غیر حاضری کا سبب ہیں۔

فوائد الفواد میں ان افراد کا تذکرہ موجود ہے جو سرکاری ملازمت میں بھی مشغول تھے یہ شیخ کے مرید بھی تھے اور تقویٰ میں ایک بلند مقام رکھتے تھے ان میں بدایون کے عزیز کوتوال ،قاضی کمال الدین جعفری ،حاکم بدایون،خواجہ محمود پتوہ (جنہیں شیخ ''یار من'' (میرا دوست) کہتے تھے اور غزنہ کے عثمان جو کہ سبزی کا کاروبار کرتے شامل ہیں۔

ہم ایک واقعہ درج کرنے پر اکتفا کرتے ہیں جب محمد شاہ غوری ایک فوجی مہم پر بہار کی جانب پا بہ رکاب تھے انہوں نے شیخ نظام الدین اولیاء کو اجودھن کی طرف جاتے دیکھا تو واپس اپنا رخ اجودھن کی طرف موڑ دیا۔شیخ نے اس بات کو پسند کیا اور فرمایا کہ غوری راہِ راست پر آ گئے ہیں ۔معلوم ہوتا ہے کہ شیخ کسب کے خلاف تو نہ تھے مگر وہ مریدوں کیلئے دنیاوی کمائی سے احتراز زیادہ پسند کرتے تھے ۔اس کے مقابلہ میں شیخ نظام الدین اولیاء نے محمود جاندار کو کام کی اجازت بھی دے رکھی تھی جو کہ مقروض تھا تو معلوم ہوا کہ فوائد الفواد اس سلسلہ میں معتدل تعلیمات کی حامل ہے۔(36)

مختلف اصطلاحات:

فوائد الفواد میں جن اصطلاحات کا تذکرہ ملتا ہے وہ درج ذیل ہیں:

۱- مردان غیب	۲- واصلان حق
۳- سالک	۴- واقف
۵- راجح	۶- صاحب کرامت
۷- صاحب فضیلت	۸- استغراق
۹- قدم (بغیر چلے یعنی اُڑ کر پہنچ جانا)	۱۰- صبر، رضا
۱۱- قطب	۱۲- اعراض

۱۳- حجاب	۱۴- تفاصل
۱۵- سلب مزید	۱۶- سلب قدیم
۱۷- تسلی	۱۸- عداوت
۱۹- خطرہ	۲۰- خیال
۲۱- عزیمت	۲۲- کلاہ چہار ترکی
۲۳- تجرید	

خلاصہ بحث:

حضرت شیخ حقیقت پسند صوفی اور ولی اللہ تھے۔ انہوں نے اپنے فرمودات کی بدولت معاشرے کی برائیوں کو جڑ سے اکھیڑنے کی سعی بلیغ کی۔ انہوں نے اپنی تلقینات کے ذریعے معاشرے کی سماجی برائیوں کا علاج کیا۔ ایک بات بڑے افسوس سے کہنی پڑتی ہے کہ جو برائیاں شیخ کے زمانے میں انسانوں میں موجود تھیں، وہی برائیاں آج ہمارے معاشرے میں بھی بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں مثلاً، نفاق، مکروفریب، بغض، حسد، رشوت، مال ودولت کی محبت، نام ونمود کی ہوس، لوٹ کھسوٹ، غرضیکہ برائیوں کا ایک لامتناہی سلسلہ ہے جو کہیں ختم ہونے کو نہیں آتا۔ لہذا ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ شیخ کے فرمودات آج بھی اسی طرح قابل عمل ہیں جس طرح کہ اُن کے زمانہ میں تھے۔ انسانی روح میں انقلاب برپا کرنے کے لئے زندگی میں ایک پاکیزہ نصب العین کی ضرورت ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں حضرت شیخ خود بھی پہنچے اور دوسروں کو پہنچانے کے لئے ہمہ وقت سرگرداں رہے۔ فوائد الفواد اس لحاظ سے ایک عمدہ کتاب ہے۔ اس کے علاوہ شیخ کے دوسرے ملفوظات جو افضل الفوائد اور راحۃ المحبین کے نام سے امیر خسرو نے جمع کیے تھے کا مطالعہ بھی از حد ضروری ہے۔ درر نظامی میں جو ملفوظات موجود ہیں انہیں آپکے شاگرد علی جاندار نے جمع کیا اب ان کا ترجمہ محمد یٰسین نے کیا ہے۔

ان تمام ملفوظات کا یکجا مطالعہ محبوب اولیاء کے نظریات پر مکمل روشنی ڈالتا ہے۔ آپ درویش صفت انسان تھے۔ اللہ سے لو لگانے والے اور مخلوق خدا سے محبت کرنے والے تھے۔ آپ نے اپنے ملفوظات کی بدولت لوگوں کی زندگیوں میں انقلاب برپا کر دیا اور ایک ایسا معاشرہ ترتیب دیا جو انسانوں کی روحانی بالیدگی کا مظہر تھا۔ آپ کی تعلیمات آج بھی چشتیہ سلسلہ کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس لئے ہم کہ سکتے ہیں کہ فوائد الفواد تصوف کی ایک اہم اور عمدہ کتاب ہے۔

حوالہ جات

1۔ نظام الدین اولیاء-فوائد الفواد، مرتبہ خواجہ حسن دہلوی ترجمہ محمد سرور، علماء اکیڈیمی اوقاف، لاہور، 1972 ص6 (اداریہ)

2۔ شیخ محمد اکرام، آب کوثر، ادارہ ثقافت اسلامیہ، 1982، ص31، 117، 118۔

3۔ عظیمی، مشتاق احمد، یاران طریقت، مکتبہ عظیمیہ، اردو بازار لاہور، 1995، 143

4۔ ایضاً۔

5۔ عظیمی، مشتاق احمد، خانقاہی نظام، مکتبہ عظیمیہ، اردو بازار لاہور، 2003، 194

6۔ کرمانی، میر خورد، سیر الأ ولیاء، ایران پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف پرشین سٹڈیز، اسلام آباد، 1972، ص145۔

7۔ واسطی، ڈاکٹر سید زاہد علی، سو بڑے مسلمان، عالمی ادارہ اشاعت، ملتان، ص159

8- شارب، ظہور الحسن ڈاکٹر، دہلی کے بائیس خواجہ، مطبوعات لوح وقلم، 1964، 112

9- القرآن، (الحدید) 16:57

10- جامی، نفحات الانس، لاہور، 350

11- عبدالحق، اخبار الاخیار، دہلی 1332ھ، ص58۔ کرمانی، میر خورد، سیر الأ ولیاء، ایران پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف پرشین سٹڈیز، اسلام آباد، 1978، ص123۔

12- Riazul Islam, Sufism in South Asia, Oxford University Press, Karachi, 2002, P:4,Also see, Fawaid-ul-Fuwad by Amir Hussan Sijzi, Edited by M.Latif Malik, Lahore, 1966, 5,6,7,8,10,13,14,17.

13- نظام الدین اولیاء، فوائد الفواد، مرتبہ حسن نظامی، مترجم محمد سرور، علماء اکیڈیمی، اوقاف لاہور، 1393/1979، 6 (اداریہ)

14- ایضاً

15- اخبارالاخیار،ص101

16- فوائدالفواد،ص58،59،

17- عوارف المعارف،ص299،کتاب اللمع،ص258۔

18- سیرالأولیاء،ص138،139۔ Also see note 12,

19- فوائدالفواد،ص119۔

20- ایضاً،ص63۔

21- یہ اصطلاحات ابونصر سراج کی کتاب اللمع میں موجود ہیں۔ See Also,Carl W.Ernst, Words of Ecstacy in Sufism, Suny Press, Albany, USA, 1985,P:12

22- ایضاً،ص66

23- ایضاً،ص131۔

24- ایضاً ص165۔

25- ص25۔

26- محمد حبیب،حضرت نظام الدین اولیاءحیات وتعلیمات، پروگریسوبکس،اردوبازارلاہور،1984،179

27- حضرت نظام الدین اولیا،ص164۔

28- فوائدالفواد،219۔

29- جوامع الکلم،ملفوظات سیّد گیسو دراز،جمع کردہ سیّد اکبر حسینی،مخطوطہ برٹش میوزیم نمبر252،بحوالہ ریاض الاسلام،صوفی ازم ان ساؤتھ ایشیاء،ص40۔

30- خیر المجالس،ملفوظات نصیر الدین چراغ،جمع کردہ حامد قلندر، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ1959،ص202،203۔

31- کرمانی ،سید محمد بن مبارک،سیر الأولیاء ،ایران پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف پرشین سٹڈیز،اسلام

آباد، ص157۔

32۔ ایضاً ص78، 79۔

33۔ ایضاً 231، 229۔

See also, Mehmet Akar, Ocean of Parables, English Edition, Islamabad, P:4

34۔ سیر الأولیاء، ص91-490۔

35۔ اشتیاق حسین قریشی، در رنظامی میموریل آرٹیکل آف قریشی کراچی، 1994، ص42-241۔

36۔ ریاض الاسلام، ص34۔

37۔ فوائد الفواد میں ان اصطلاحات کا ذکر ملتا ہے۔